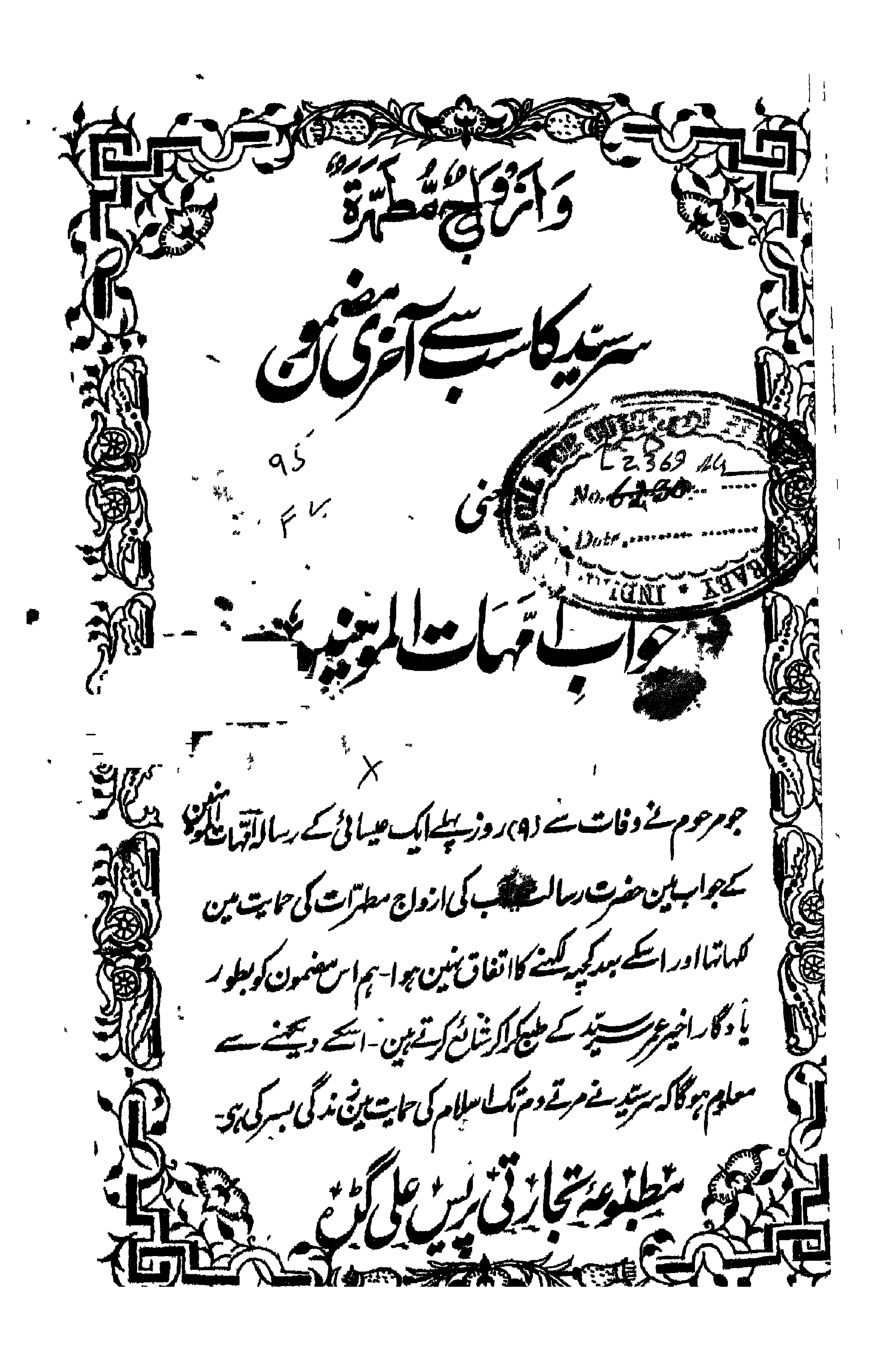


وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

سرسید کا سب سے آخری مضمون

یعنی

جواب امہات المومنین

جو مرحوم نے وفات سے (۹) روز پہلے ایک عیسائی کے رسالہ امہات المومنین کے جواب مین حضرت رسالتمآب کی ازواج مطہرات کی حمایت مین لکھا تھا اور اسکے بعد کچھ لکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ ہم اس مضمون کو بطور یادگار اخیر عمر سرسید کے طبع کرکر شائع کرتے ہین۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ سرسید نے مرتے دم تک اسلام کی حمایت مین زندگی بسر کی ہے۔

مطبوعہ تجارتی پریس علی گڑھ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	مواہب لدینہ	مواہب لدنیہ
//	۱۵	//	//
۳	۷	پیروی	پیری
۵	۶	قیطبیہ	قبطیہ
۷	۱۸	قبل کے زمانہ سے	کے زمانہ ماقبل سے
۸	۱۴	نہیں	نہنیں
//	۱۸	جورریں	جوروئیں
۱۲	۱	ہو	ہوا
۱۵	۱۷	تہیں	تہیں طلاق نہیں دی تھی
۱۸	۱۴	او	اور
۲۳	۱۴	رازکار	ازکار
۳۲	۱۱	فی سسک	فی تفسک

مختصر فہرست کتب موجودہ دکان الفرض مدرسۃ العلوم علیگڈھ

2369

نام کتاب مع مختصر کیفیت	نام مصنف	قیمت
تفسیر القرآن - جلد سوم و چہارم مجلد در یک جلد مطلا -	سرسید احمد خان مرحوم } مطلا	عہ
تفسیر القرآن - جلد پنجم و ششم مجلد در یک جلد -	" " } سادہ	عہ
تصانیف احمدیہ جلد اول - جسمین جلاء القلوب - تحفہ حسن - کلمۃ الحق - راہ سنت در رد بدعت نمیقہ - تبیین الکلام حصہ اول - و تبیین الکلام حصہ دوم اور کیمیائی سعادت شامل ہیں	" " } طلائی / سادہ	عہ / ہ
تصانیف احمدیہ جلد دوم - اسمین تبیین الکلام حصہ سوم - رسالہ احکام طعام اور خطبات احمدیہ شامل ہین	" " } جلد طلائی	عہ
خطبات احمدیہ - یہ کتاب علیحدہ بھی طبع کیگئی ہے اور اسمین ایک دیباچہ در بارہ خطبے شامل ہین اور شروع مین سرسید کا فوٹو ہے -	" " } جلد پختہ / جلد خام	ے / ے
تبیین الکلام - تصانیف احمدیہ کے مجموعہ کے سوا یہ کتاب علیحدہ بھی موجود ہے -	" " } جلد اول / جلد دوم	عہ / ے
رسالہ احکام طعام اسمین اس بات پر بحث ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانون کو جائز ہے -	" "	۶ر
تحریر فی اصول التفسیر - اس کتاب مین پندرہ اصول بیان کئے ہین جنکے بموجب قرآن مجید کی تفسیر کیگئی ہے - اور وہ مکاتبات بھی شامل ہین جو نواب محسن الملک و سرسید صاحب کو درمیان تفسیر کی نسبت جاری رہے تھے	" "	۶ر
تفسیر الجن والجان - اسمین بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید مین لفظ جن اور جان سے کیا مراد ہے -	" "	۶ر
ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم - اسمین اصحاب کہف کے قصہ پر بحث کیگئی ہے -	" "	۶ر
ازالۃ الغین عن ذی القرنین [illegible] کے قصہ پر محققانہ بحث کیگئی ہے -	" "	۴ر
خلق [illegible] ان آیتون کی تفسیر ہے جنمین انسان کی پیدایش کا بیان ہے -	" "	۲ر
[illegible] قبول ہونیکی حقیقت بیان کیگئی ہے -	" "	۲ر
[illegible] ان آیتون کی تفسیر ہے جنمین لفظ سما یا سموات آیا ہے -	" "	۸ر
النظر فی بعض مسائل الامام الہمام ابو حامد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ - طبع جدید -	" "	۱۲ر
تبرئۃ الاسلام عن شین الاسلام والغلام - (ابطال غلامی)	" "	عہ
آخری مضامین سرسید - یعنی از ابتدای یکم شوال ۱۳۱۴ لغایۃ ذیقعدہ ۱۳۱۵ ہجری کے مختلف مضامین نوشتہ سرسید مرحوم -		عہ
امہات المومنین کا جواب - یہ سرسید کا آخری مضمون ہے جو وفات سے ۹ روز قبل لکھا تھا اور عیسائیون کے جواب مین سید کی بیویونکی حمایت کی تھی	" "	۴ر
تقلید اور عمل بالحدیث - مذاہب اربعہ کی مفصل کیفیت -	نواب محسن الملک بہادر	۶ر
کتاب المحبۃ والشوق - امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کے باب کتاب المحبۃ سے ماخوذ ہے -	"	۶ر
آیات اللہ الکاملہ - شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا اردو ترجمہ -	مولوی خلیل احمد صاحب	۱۲ر
اعجاز البیان فی لغات القرآن - اس کتاب کے ذریعہ سے بغیر مدد صرف و نحو کے تھوڑی سی مدت مین قرآن مجید مع ترجمہ کے پڑھا سکتے ہین -	مولوی حافظ محمد روح اللہ صاحب	۵ر
قرآن شریف مع فوائد جدیدہ با ترجمہ سفید متن خشخاشی متوسط سائز - بلا جلد -	مترجمہ مولوی حافظ نذیر احمد صاحب	۴ر
رسائل شبلی - وہ مضامین جو مولنا شبلی نعمانی نے وقتاً فوقتاً کسی علمی یا تاریخی مسئلہ پر لکھے	شمس العلما مولنا محمد شبلی نعمانی	عہ
سیرۃ النعمان - اس کتاب مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے حالات - اخلاق - و مناظرات تحریر کئے ہین -	" "	۵ر

سرسید کا آخری مضمون

سرسید نے وفات سے (۹) روز پہلے جو مضمون حضرت رسالت مآب کی ازواج مطہرات کی نسبت لکھا تھا اُسکا مسودہ صاف کیا ہوا ہمارے پاس موجود ہے اس مضمون کے دیکھنے سے ہر شخص کو یقین ہوگا کہ سرسید نے مرتے دم تک اسلام اور بانئی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی حمایت میں زندگی بسر کی۔ افسوس ہے کہ یہ مضمون ناتمام رہ گیا۔ اور پیام اجل آپہنچا۔ ابھی چند روز ہوئے کہ ایک رسالہ اُمہات المومنین کے نام سے ایک عیسائی نے شائع کیا ہے اور اسمیں مصنف نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج مطہرات کی نسبت نہایت دریدہ دہنی سے کام لیا ہے۔ آج کل اُس رسالہ کا اخباروں میں بہت چرچا ہے۔ میں نے اور کئی دوستوں نے سرسید سے کئی بار اصرار کے ساتھہ کہا تھا کہ اس مضمون پر قلم اُٹھائیں مگر کبھی اسکے لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا جب رسالہ مذکور سرسید کے پاس پہنچا۔ تو میں نے عرض کیا کہ اب نہایت عمدہ موقع ہے کہ آپ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ چنانچہ سرسید نے میرے التماس کو منظور کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں اسکے متعلق مٹیریل جمع کردوں اور رسالہ مذکور سے جو

۱۷ تفسیر معالم التنزیل امام بغوی
۱۸ تفسیر جلالین
۱۹ تفسیر فتوحات الہیہ
۲۰ تفسیر جمل (لباب التاویل)
۲۱ اتقان فی علوم القرآن سیوطی
۲۲ عجالہ نافعہ شاہ عبد العزیز
۲۳ مدارج النبوۃ مولانا عبد الحق محدث دہلوی
۲۴ فوز الکبیر شاہ ولی اللہ
۲۵ کامل ابن اثیر
۲۶ تاریخ ابو الفدا

یہہ مضمون سرسید کا آخری مضمون ہے جسکے بعد کچھ لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور اس سے معلوم ہوگا کہ باوجود پیری اور تواتر صدمات کے اخیر وقت تک سرسید کے دماغ کی کیا حالت تھی۔ ہم اس ناتمام مضمون کو بطور یادگار اخیر عمر کے بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(وحید الدین سلیم)
لٹریری اسسٹنٹ ٹو سر سید احمد خان

اعتراضات قابل توجہ ہوں اُنکو ایک جگہ جمع کروں۔ اسکے بعد سرسید نے وقتاً فوقتاً ہر اعتراض پر کچھ لکھنا اور اسکو صاف کرانا شروع کیا۔ اول عام اعتراضوں اور نکتہ چینیوں پر لکھا۔ پھر ازواج مطہرات کا مختصر تاریخی حال اور اُنکی نسبت بعض اعتراضوں کا جواب لکھوانا شروع کیا۔ افسوس ہے کہ مضمون کا اخیر حصہ ناتمام رہا۔ حضرت خدیجہ۔ حضرت سودہؓ حضرت زینب بنت جحش۔ حضرت حفصہ۔ حضرت ام حبیبہ۔ حضرت ام سلمۃ۔ اور حضرت زینب ام المساکین کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا لکھ چکے تھے۔ باقی ازواج مطہرات اور سرایا کی نسبت جو کچھ لکھنے کا ارادہ تھا وہ دل کا دل ہی میں رہا ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

مضمون کا صاف کیا ہوا مسودہ جو ہمارے پاس موجود ہے اسمیں جا بجا سرسید نے اپنے قلم سے بعض باتیں اضافہ کی ہیں جو دوسرے وقت خیال میں آئیں۔ اس مضمون کے لکھنے کے وقت حسب ذیل کتابیں پیش نظر تھیں۔

۱	صحیح بخاری	۹	سنن ابن ماجہ
۲	فتح الباری شرح صحیح بخاری	۱۰	موطا
۳	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	۱۱	مواہب لدنیہ
۴	صحیح مسلم	۱۲	زرقانی شرح مواہب لدنیہ
۵	شرح نووی بر صحیح مسلم	۱۳	اصابہ فی احوال الصحابہ علامہ ابن حجر۔
۶	جامع ترمذی	۱۴	تفسیر کبیر امام رازی
۷	سنن ابی داود	۱۵	تفسیر بیضاوی
۸	سنن نسائی	۱۶	تفسیر کشاف زمخشری

سرایا

(۱) ماریہ قبطیہ (۲) ریحانہ بنت شمعون۔ مگر ہماری رائے میں ریحانہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقاربت نہیں کی۔

انکے سوا جو اور روایتیں ہیں اور جنمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی سے عقد کرنا اور کسی کو بغیر مقاربت کے چھوڑ دینا یا کسی سے خطبہ یعنی منگنی کرنا وغیرہ بیان ہوا ہے اُن میں سے ایک روایت بھی اس قابل نہیں ہے کہ اُسپر پورا اعتماد کیا جاوے کیونکہ اُن روایتوں کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ اہل سیر تمام روایتوں کا خواہ وہ صحیح وثابت ہوں یا نہوں اپنی کتاب میں جمع کر دینا چاہتے ہیں اور اس بات کی تنقیح کہ اُن میں سے کونسی صحیح وثابت ہی پڑھنے والے پر چھوڑتے ہیں۔ پس معترضیں کی بڑی غلطی ہے کہ اس قسم کی روایتوں کو اپنے اعتراضوں کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

مخالفین مذہب کا اعتراض دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت ازواج پر ہی۔ اس اعتراض کا یہودیوں یا عیسائیوں اور بُت پرست قوموں کی طرف سے ہونا تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ توریت یا صحف انبیا یا انجیل میں تعداد ازواج کا امتناع نہیں پایا جاتا۔ اور بُت پرست قوموں میں تعداد ازواج کا رواج ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ وہ لوگ تعداد ازواج پر معترض ہوں۔ مگر یہ ایک جواب الزامی ہے جو ہماری نگاہ میں چنداں وقعت نہیں رکھتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہم حقیقت امر کے بیان کرنے پر متوجہ ہوں۔

کثرت یا تعداد ازواج پر یا طلاق کے جائز ہونے پر جو لوگ عقلی یا اخلاقی یا تمدنی لحاظ سے اعتراض کرتے ہیں اُن سے بہت زیادہ اعتراض اُسپر ہوتے ہیں جب ایک

ازواج مطہرات

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حالات اور جو مختلف روایتیں انکی نسبت ہیں وہ سب کتب سیر و تواریخ میں مندرج ہیں۔ ہم بہت سی روایتوں کی نسبت بتا سکتے ہیں کہ محض غلط اور نامعتبر ہیں۔ مگر تین امر ایسے ہیں کہ جنکی تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔

اوّل یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کثیر الازواج تھے۔

دوّم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ ازواج طاہرات اور ایک یا دو سرایا تھیں اور حضرت خدیجہ سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تھیں اور جب تک وہ زندہ ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری کو اپنی زوجیت میں داخل نہیں کیا۔

سوّم یہ کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں زندہ تھیں۔

صرف حضرت عایشہ ایسی تھیں کہ جنکا پہلے پہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد ہوا تھا۔ باقی ایسی تھیں کہ جنہوں نے پہلے اور شوہر کر لیئے تھے اور اُن شوہروں کی وفات کے بعد بحالت بیوہ ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد کیا تھا۔

اُن گیارہ ازواج مطہرات کے اور اُن دو سرایا کے نام حسب تفصیل ذیل ہیں۔

(۱) خدیجہ بنت خویلد (۲) سودہ بنت زمعہ (۳) عایشہ بنت ابوبکر (۴) حفصہ بنت عمر (۵) زینب بنت خزیمہ ام المساکین (۶) زینب بنت حجش (۷) ام حبیبہ بنت ابی سفیان (۸) ام سلمہ بنت ابی امیہ (۹) میمونہ بنت الحرث (۱۰) صفیہ بنت حیی ابن اخطب (۱۱) جویریہ بنت الحرث۔

سوم جن امور کو انبیا معصیت اور گناہ بتاتے ہیں اور لوگوں کو ان سے ڈراتے ہیں خود ان امور میں مبتلا نہ ہوئے ہوں - جو قول ہو وہی فعل ہو- ظاہر و باطن دونوں یکساں ہوں ورنہ وہ اس قابل نہیں رہتے کہ لوگوں کو اس کی نصیحت کریں جن میں وہ خود مبتلا ہیں - پس انبیا کے معصوم ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ ان تینوں نقصانوں سے بری ہوتے ہیں -

کثرت ازواج ایسا امر نہیں ہے کہ جس خاص امر کے لئے انبیا مبعوث ہوتے ہیں اسکے مخالف یا اس میں خلل انداز ہو البتہ اس کو کسی حد تک محدود کرنا تمدنی لحاظ سے مفید ہے جیسا کہ مذہب اسلام نے کیا-

عرب جاہلیت کی سوسائٹی میں اور یہودیوں میں کثرت ازواج کوئی امر معیوب نہیں تھا اور جب تک کہ حکم تحدید ازواج صادر نہیں ہوا اسوقت تک کثرت ازواج کے لئے کوئی امر مانع نہ تھا- اور جس معاہدہ سے ایک عورت سے معاملہ زناشوئی جائز رکھا جاتا تھا کوئی وجہ نہ تھی کہ متعدد عورتوں سے بھی اسی قسم کے معاہدہ سے معاملہ زناشوئی جائز نہ ہو- البتہ عورتیں جو اس معاہدہ کے لئے محل تھیں اس قسم کا معاہدہ دوسرے سے نہیں کرسکتی تھیں- پس کثرت ازواج جب تک کہ تحدید ازواج کا حکم نہ ہو ایسا کوئی فعل نہیں ہے کہ جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم یا انبیا سابقین پر نکتہ چینی کیجاوے + دلائل عقلی اور نیز قرآن مجید کے تمام احکام سے ثابت ہوتا ہے- کہ جسقدر احکام ہوتے ہیں کسی امر کے امتناع یا کسی امر کے جواز کے وہ آیندہ زمانہ سے یعنی اس حکم کے صادر ہونے کے زمانہ مابعد سے علاقہ رکھتے ہیں نہ اس حکم قبل کے زمانہ سے- پس جس جس کے متعدد ازواج تھیں اسپر کوئی نکتہ چینی نہیں ہوسکتی-

زوجہ کے سوا دوسری زوجہ کرنے کا امتناع ہو اور بجز زنا کے اور کسی حالت میں طلاق دینا جائز نہو۔ پس اسپر مخالف یا موافق کا قلم فرسائی کرنا محض بے سود ہے۔ بلکہ عقلاً او انصافاً عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک پہلو پر اور جو نقصان عقلی اور تمدنی ان دونوں صورتوں میں واقع ہوتے ہیں اُن پر غور کر کے ایک درجہ توسط اختیار کیا جاوے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو اُن دونوں صورتوں میں جو عقلی اور اخلاقی اور تمدنی نقصان ہیں اُن میں کمی واقع ہو۔ ہمارے نزدیک مذہب اسلام میں ایک متوسط درجہ اختیار کیا ہے اور کچھ شبہ نہیں کہ اُس سے اُن تمام نقصانوں میں اور بالخصوص اخلاقی نقصان میں بہت کچھ کمی ہو گئی ہے۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیا علیہم السلام بھی بشر تھے۔ خود قرآن مجید میں ہے کہ خدا نے آنحضرت سے فرمایا کہ تو یہ کہدے کہ، انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد، مگر انبیا میں ایسے اوصاف ہوتے ہیں جو اعلےٰ ترین بشر میں ہونے چاہئیں۔ اور وہ اوصاف تین قسم پر منقسم ہو سکتے ہیں۔

اوّل۔ ذات خاص انبیا علیہم السلام میں مثل صداقت۔ نیکی۔ تمکین۔ وقار۔ خلق۔ وغیرہ جس سے انسان اپنی قوم یا سوسائٹی میں معزز و مکرم محترم گنا جاتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے کہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

دوم انبیا ایسے افعال میں مبتلا نہوں جو اُن کی قوم یا سوسائٹی میں معیوب اور باعث ذلت و حقارت ہوں۔ کیونکہ ایسے افعال سے وہ خود اس لائق نہیں رہتے کہ قوم اُن کی عزت کرے اور اُن کو ناصح شفیق سمجھے۔

ان دونوں مقاموں میں جنہیں عورتوں کو زوجیت میں لانے سے منع کیا گیا ہے الفاظ الاماقد سلف کے آئے ہیں جن کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس حکم سے پہلے جو ہوا سو ہوا۔ چنانچہ آیت مذکور یہ ہے۔

ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا ○ حرمت علیکم امھاتکم وبنٰتکم واخواتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم وبنت الاخ وبنت الاخت وامّھٰتکم الّتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامّھٰت نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان اللہ کان غفورا رحیما۔ سورۃ النساء۔ آیۃ ۲۲ و ۲۷۔

الفاظ الاماقد سلف سے صرف یہ مراد ہے کہ جن لوگوں نے قبل نزول اس آیت کے اُن محرمات میں سے جنکا ذکر اس آیت میں ہے کسی کو زوجیت میں داخل کر لیا تھا اور وہ امر گذر بھی گیا اور اب موجود نہیں ہے تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ لیکن اس آیت کے اترنے کے بعد اگر اُن محرمات میں سے کوئی عورت کسی کی زوجیت میں موجود ہے تو اسکی تفریق لازم ہے کیونکہ وہ الاماقد سلف میں داخل نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں کوئی ایسی عورت نہیں تھی جو ان محرمات میں سے ہو۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اس بات پر نہیں دیا کہ اسکے باپ کی جورو اُس کی زوجیت میں رہے۔ اگرچہ زمانہ جاہلیت میں اُسنے اپنے باپ کی جورو کو اپنی زوجیت میں لیا ہو۔ اور براء سے ایک روایت لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بردہ کو ایک شخص کے پاس روانہ کیا جسنے اپنے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کسی عورت کو اپنی زوجیت میں نہ لانا اُن کے تقدس کو جو بسبب نبی اور صاحب کتاب ہونے کے تھا کچھ زیادہ نہیں کر دیتا۔ کیونکہ اسکا اصلی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو تمام یہودی نعوذ باللہ اولاد جائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس اُنکے ساتھ کسی یہودن کا عقد ہونا ممکن نہ تھا۔ اور یہودی دوسری قوم کی عورت سے عقد نہیں کرتے تھے۔ معہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی عمر کا زمانہ مہاجرت میں گذرا اور اخیر زمانہ کچھ بہت طویل نہ تھا کیونکہ صرف تینتیس برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور اُسوقت تک صرف ستر آدمی آپ پر ایمان لائے تھے۔

عرب جاہلیت میں باپ کی دوسری جورو کو اور دو حقیقی بہنوں کو ایک ساتھ زوجیت میں لانیکا عام دستور تھا۔ علاوہ اسکے بجز بیٹے کی جورو یا متبنیٰ کی جورو اور چند قریب رشتہ داروں کے کچھ تمیز اس بات کی نہ تھی کہ کونسی رشتہ دار عورتیں ایسی ہیں جو زوجیت میں نہیں آسکتی۔

مگر خدا نے مسلمانوں کو بتایا کہ جن عورتوں کو تمہارے باپ نے زوجیت میں داخل کیا ہو اُنکو تم اپنی زوجیت میں نہ لاؤ۔ اُسکے بعد بتلایا کہ تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائی کی بیٹیاں یعنی بھتیجیاں اور تمہاری بہن کی بیٹیاں یعنی بھانجیاں اور تمہاری دودھ پلائیاں کہ تمہاری ماؤں کی مانند ہیں اور تمہاری دودھ شریک جو مثل بہنوں کے ہیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں یعنی ساسیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری جوروں اپنے ساتھ لاویں جن سے تم نے مقاربت کی ہو اور تمہاری صلبی بیٹوں کی جوریں اور دو بہنوں کو ایک ساتھ زوجیت میں داخل کرنا تمپر حرام ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی عورت سے نکاح کرنیکی اجازت دی گئی ہے جس نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا ہو یعنی بے مہر کے نکاح کیا ہو اور ایسی اجازت اور کسی مسلمان کو نہیں دی گئی۔ مگر یہ امر کچھ ایسا مہتم بالشان نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی امر بدگمانی کا جیسا کہ مخالفین مذہب اسلام خیال کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ خود عورت کا درخواست کرنا کہ میں بغیر کسی مہر کے نکاح میں آنا چاہتی ہوں اُن تمام بدگمانیوں کو رفع کرتا ہے جو مخالفین مذہب اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں۔

مگر عام مسلمانوں کو بھی ایسی اجازت دینا آئندہ کے بہت سے تنازعات کا باعث تھا۔ جب کوئی عورت اپنے مہر کا دعوی کرتی تو شوہر کو اس عذر کا بہت موقع ملتا کہ اُسنے اپنا نفس مجھپر ہبہ کر دیا ہے یعنی بلا مہر میرے ساتھ نکاح کیا ہے۔ اسلیئے نہایت ضرور تھا کہ اس بات کی تصریح کر دیجائے کہ یہ حکم خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہے مسلمانوں کے لیئے نہیں ہے۔

مخالفین مذہب اسلام کہتے ہیں کہ سورۂ نسار کے ابتدا میں جو آیت ہے اُس سے تمام مسلمانوں کو چار جوروُں سے زیادہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جن لوگوں کے پاس چار جوروُں سے زیادہ تھیں تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو حکم دیا کہ چار سے جو زیادہ ہیں اُن کو علیحدہ کر دو۔ چنانچہ ابو[1] داود اور ابن[2] ماجہ میں ہے کہ قیس ابن الحرث جب مسلمان ہوا تو اُسکے پاس آٹھ جوروُیں تھیں جب اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے اُسکو حکم دیا کہ اُنمیں سے چار کو رکھو۔ اور ابن[3] ماجہ اور ترمذی[4] میں ہے کہ جب غیلان الثقفی

[1] ابو داود جلد اول صفحہ ۳۰۲۔ [2] ابن ماجہ صفحہ ۱۴۴۔ [3] ابن ماجہ صفحہ ۱۴۴۔ [4] ترمذی صفحہ ۱۹۰۔

باپ کی جورو کو اپنی جورو بنالیا تھا تاکہ اُسکو قتل کرڈالے اور اُسکا مال چھین لے۔

رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں جو عورتیں آسکتی تھیں خدا نے قرآن مجید میں اُنکو اس طرح بتایا ہے۔

۱۔ وہ بیویاں جنکا مہر دیا جاوے یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آویں۔

۲۔ جو بطور رنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک میں آویں۔

۳۔ چچا کی بیٹیاں پھوپھی کی بیٹیاں۔ ماموں کی بیٹیاں۔ خالہ کی بیٹیاں۔
(جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے)

۴۔ کوئی مسلمان عورت اگر اپنا نفس پیغمبر کو ہبہ کردے یعنی بے مہر نکاح میں آنا چاہے اور پیغمبر اس سے نکاح کرنا چاہیں۔ مگر یہ حکم سوائے مسلمانوں کے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وبنت عمک وبنت عمٰتک وبنت خالک وبنت خٰلٰتک التی ھاجرن معک وامرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المؤمنین۔ سورۃ احزاب آیۃ ۴۹۔

ان دونوں آیتوں میں جو حکم مسلمانوں کے لیئے ہے اور جو حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہے اسمیں بجز اُس حکم کے جو نمبر چار میں بیان ہوا ہے اور کسی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت رشتہ داروں سے نکاح کرنے میں یہ قید زیادہ لگی ہوئی ہے کہ جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ حالانکہ مسلمانوں کو رشتہ دار عورتوں سے نکاح کرنے میں یہ قید نہیں ہے۔

وسلم نے اپنی تمام ازواج کو قائم رکھا۔ اور جن مسلمانوں کے پاس چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں تھیں اُنکی نسبت فرمایا کہ چار کو رہنے دو اور اُنسے جو زیادہ ہوں اُن کو چھوڑ دو۔

کوئی معترض یہہ کہہ سکتا ہے کہ کیوں ایسا حکم نازل ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں جو عورت آگئی ہو اُس سے پھر کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا۔ مگر یہ حکم نہایت عمدہ ہے اگر اس کا امتناع نہو تا تو اسلام میں نہایت فتور واقع ہوتا۔ یہ عورتیں اپنے نئے خاوند کے سبب اور اُنکے مطلب کے موافق سیکڑوں حدیثیں اور روایتیں رسولخدا کی بیان کرتیں جلسے ایک فتنہ عظیم اسلام میں برپا ہو جاتا اور اسلام میں فتور اور اُسکے احکام میں اختلال کا سبب ہوتا۔ اس لیئے یہ حکم نہایت ضروری تہا کہ جو عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آچکی ہیں وہ دوسروں سے نکاح نکرنے پاویں۔

اِن تمام اعتراضوں سے مخالفین مذہب اسلام کا یہ مقصد ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا الزام لگائیں۔ مگر جو احکام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت قرآن مجید میں ہیں اُنکے جاننے کے بعد کون شخص اس الزام کو صحیح مان سکتا ہے؟

سورۂ احزاب میں یہ آیت ہے لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن یعنی جسقدر ازواج موجود ہیں اسکے بعد تیرے لیئے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ بات تیرے لیئے حلال ہے کہ انکی جگہ اور جوروں کو بدل لے گو کہ تجھکو اُن کا حسن اچھا معلوم ہو۔ پس جو شخص کہ خواہش نفسانی کے پورا کرنیکا آرزومند ہو وہ ایسی قیدیں اپنے ساتھ لگا سکتا ہے کہ نہ تو وہ کسی عورت کو اپنی زوجیت میں لاسکے اور جو جوروئیں موجود ہیں نہ اُن کے بدلے میں اور جورو لاسکے۔ پس کیسا غلط

مسلمان ہوتو اسکے پاس دس عورتیں تہیں اور وہ سب کی سب اُسکے ساتھ مسلمان ہوگئی تہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو حکم دیا کہ اُن میں سے چار کو چن لو یعنی باقی کو چھوڑ دو۔ مگر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سے زیادہ اپنی ازواج مطہرات رکہیں یہانتک کہ جب آپکا انتقال ہوا ہے تو نو بیبیاں زندہ موجود تہیں۔ اِسکا سبب یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے اُن عورتوں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آچکی ہوں دوسروں کو نکاح کرنے سے منع کیا تہا اور وہ آیت یہ ہے۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنی اے مسلمانو! پیغمبر خدا کی جوروں سے اُسکے بعد کبھی نکاح مت کرو۔ بعد کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے اس کی نسبت مفسروں نے لکھا ہے کہ من بعدہ سے مراد بعد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حالانکہ آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ بعد وفات مراد ہو۔ اور اگر بعد سے بعد وفات مراد لیجاوے تو یہ معنی ہوں گے کہ زمانۂ حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُن کی ازواج سے جنکو آپ نے چھوڑ دیا ہو نکاح جائز ہوگا۔ پس کیسی مہمل بات ہے کہ جو فعل آنحضرت کی وفات کے بعد جائز ہو وہ آپکی حیات میں جائز قرار دیا جائے۔ پس من بعدہ☩ کے معنی ہیں بعد ازدواجہ یعنی بعد اسکے کہ وہ عورت زوجیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آچکی ہو اُس سے کسی مسلمان کو نکاح جائز نہیں۔ پس یہ سبب تہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی زوجہ کو اپنی زوجیت سے خارج نہیں کرسکتے تہے۔ (اور یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی زوجہ کو طلاق دی تہی کسی طرح ثابت نہیں جسکو ہم بیان کرینگے) مگر مسلمانوں کی عورتوں سے یہ حکم متعلق نہ تہا۔ اس لیئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ

☩ من بعدہ اے من بعد وفاتہ او فراقہ۔ تفسیر بیضاوی جلد دوم چہاپہ لکہنؤ صفحہ ۱۸۵۔

بلکہ مسلمان مخاطب ہیں اور تقدیر آیت کی یہ ہے کہ یا ایہا النبی قل للمؤمنین اذا طلقتم النساء اور چونکہ مسلمان مخاطب تھے اسلئے صیغہ جمع کا آیا ہے۔

بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ انہوں نے اپنی جورو کو اس ناپاکی کے زمانہ میں جو ہر مہینہ عورتوں کو ہوتی ہے طلاق دیدی تہی۔ اسکی نسبت حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ اسمیں یہ آیت سورۂ طلاق کی نازل ہوئی۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ عمر بن سعید اور عتبہ بن غزوان نے بھی ایسا ہی کیا تہا پس اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواج کو طلاق دینے کا اختیار ثابت نہیں ہوتا۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کو جو حضرت عمر کی بیٹی تہیں مذکورۂ بالا حالت میں طلاق دیدی تہی اسپر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یہ کہنا ان کا اسلئے غلط ہے کہ اگر حفصہ کی طلاق کے سبب یہ آیت خاص رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت نازل ہوتی تو طلقتم صیغہ جمع کا نہیں آسکتا تہا۔ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس روایت میں حضرت حفصہ کا طلاق دینا بیان ہوا ہے اس میں راوی کو غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تہا۔ بس راوی یہ سمجھا کہ حضرت عمر کی بیٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیدی ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن عمر نے اپنی جورو کو طلاق دی تہی۔ پیغمبر خدا نے حفصہ کو جو حضرت عمر کی بیٹی تہیں۔

سورۂ تحریم میں یہ آیت ہی۔ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمات مؤمنت قنتت تائبات عبدات سئحت ثیبات وابکارا یعنی اگر پیغمبر تمکو طلاق

خیال ہے جو معترضین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خیال کرتے ہیں۔

بعض مفسرین نے ولا ان تبدل کے لفظ سے جو اس آیت میں ہے یہ سمجھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواج کو طلاق دینا جائز نہیں رہا تھا۔ کیونکہ تبدل ازواج اسی طرح پر ہو سکتا ہے کہ ایک کو زوجیت سے خارج کیا جاوے اور دوسری کو اسکی جگہ لیا جائے اور یہ امر بغیر اسکے کہ ایک کو طلاق دیجائے نہیں ہو سکتا پس گویا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج میں سے کسی زوجہ کو طلاق دینا جائز نہیں رہا تھا۔ جو نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے بالکل برخلاف ہے۔

اگر یہ قول مفسرین کا صحیح ہو تو اس بات کا سبب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوصف محدود ہو جانے تعداد ازواج کے کیوں چار سے زیادہ ازواج اپنے پاس رہنے دیں بہت عمدگی سے واضح ہو جاتا ہے۔

معترض کہہ سکتا ہے کہ تم نے جو یہ بات قرار دی ہے کہ ان لا تبدل سے آنحضرت کو طلاق دینا منع ہو گیا تھا یہ غلط ہے اس لیئے کہ سورۂ طلاق میں صاف لکھا ہے کہ یاایھا النبی اذا طلقتم النساء الی آخرہ اور اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلاق دینے کی صاف اجازت پائی جاتی ہے مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام قرآن مجید میں جہاں پیغمبر کو یاایھا النبی کر کے خطاب کیا ہے اُسکے بعد صیغہ واحد حاضر کا آیا ہے جیسے کہ یاایھا النبی حسبک اللہ اور یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین مگر صرف سورۂ طلاق کی آیت میں یہ سیاق بدل دیا ہے اور اسمیں یاایھا النبی کے بعد کہا ہے اذا طلقتم جمع کے صیغہ سے۔ پس اس تبدیل سیاق پر غور کرنا ضرور ہے۔

اس تبدیل سیاق کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت میں آنحضرت مخاطب نہیں ہیں

آپ سے اجازت لیکر مسجد کے دروازہ پر بلند آواز سے کہا کہ یہ خبر غلط ہے اور آنحضرت نے کسی بیوی کو طلاق نہیں دی۔

سورۂ احزاب میں یہ آیت ہے یاایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیٰوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما۔ یعنی اسے پیغمبر تم اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تمکو کچھ دیدلا کر اچھی طرح رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اوسکے رسول کو اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ خدا نے تم میں سے نیکی کرنیوالیوں کے لیئے بڑا ثواب ٹھہرایا ہے۔

یہ آیت۔ آیت تخییر کہلاتی ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں وہ دنیا کو اختیار کریں چاہیں دین کو۔ مگر یہ آیت اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلاق دینے کا امتناع ہوا ہے اور جسکو ہم پہلے لکھ آئے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔

اس آیت میں بھی مہر کا ذکر ہے اور سورۂ احزاب کی آیت اتیت اجورھن میں بھی مہر کا ذکر ہے اور سورۂ احزاب کی آیت قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم میں بھی لفظ ما سے مہر مراد ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیات سورۂ احزاب سے پہلے ازواج کے لیئے مہر مقرر ہوچکا تھا اور جس آیت میں مہر مقرر ہونے کا ذکر ہے وہ سورۂ نسار کی آیت ہے۔ پس صاف پایا جاتا ہے کہ سورۂ نسار کی آیت قبل آیات سورۂ احزاب نازل ہوچکی تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نزول آیت سورۂ نسار بھی عورتوں سے نکاح کیا حضرت زینب بن جحش سے جنکا ذکر

ویدے تو قریب ہے کہ خدا اسکے بدلے میں ایسی بیویاں دے جو تم سے بہتر ہوں اور جو مسلمان ہوں اور جو ایمان والیاں۔ دعا کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں۔ عبادت کرنیوالیاں۔ روزہ رکھنے والیاں اور بیاہی اور بن بیاہی ہوں۔

اس آیت کو یہ قرار دینا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت کو طلاق دینے کی اجازت تھی محض غلط ہے۔ کیونکہ یہ آیت حکم پر کسی طرح دلالت نہیں کرتی بلکہ اس میں شرط اور تعلیق ہے اور اس سے مقصود خوف دلانا اور اور قدرت کا ظاہر کرنا ہے۔ نہ یہ جتانا کہ آنحضرت ازواج کو طلاق دے سکتے ہیں یا ان کو طلاق دینی چاہیے۔ چنانچہ تفسیر کبیر اور لباب التاویل میں صاف لکھا ہے کہ هذا من باب الاخبار عن القدرة لا عن الکون لانه قال ان طلقکن وقد علم انه لا یطلقهن فاخبر عن قدرته انه ان طلقهن ابدله ازواجا خیرا منهن تخویفا لهن یعنی اس آیت میں خدا نے اپنی قدرت کی خبر دی ہے نہ کسی امر کے واقع ہونے کی۔ کیونکہ اسنے فرمایا کہ اگر وہ تمکو طلاق دیدے اور یہ تو پہلے سے معلوم تھا پیغمبر اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دینے کے اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے محض اپنی قدرت جتائی ہے کہ اگر پیغمبر اپنی بیویوں کو طلاق دیدیں تو خدا ان بیویوں سے بہتر عورتیں اُن کے بدلہ میں دیگا۔ اور یہ اصل میں انکو خوف دلانے اور ڈرانے کے طور پر کہا ہے۔ پس یہ آیت کسی طرح اس لایق نہیں ہے کہ اُس سے اس امر پر استدلال کیا جائے کہ آنحضرت کو طلاق دینے کی اجازت تھی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی اور اس کا چرچا لوگوں میں پھیلا تو لوگوں نے یہ غلط خیال کیا کہ آنحضرت نے اپنی کُل ازواج کو طلاق دیدی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو بھی طلاق نہیں دی۔ حضرت عمر نے

اسکا زمانہ قرار دیا جاتا ہے۔ مفسرین اور اہل تفسیر جو زمانے نزول آیت کے قرار دیئے ہیں یا شان نزول آیات بیان کی ہیں اُنمیں سے اکثر مطلق قابل اعتبار کے نہیں ہیں اسلیئے کہ اُسکی اسناد کافی نہیں ہیں۔

سورۂ احزاب میں ایک خاص حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے تھا کہ اگر کوئی عورت بلامہر نکاح کرنیکی درخواست کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو بلامہر نکاح کر سکتے ہیں۔ اس اجازت کی نسبت خدا نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہمنے مقرر کیا ہے مسلمانوں پر اُن کی ازواج میں یعنی مہر کا دینا لیکن ہم نے جو یہ کہدیا کہ بلامہر نکاح کرنے کا حکم خاص تمہارے لیئے ہے۔ اسلیئے کہدیا کہ تمکو اس میں کچھ تردد یعنی دل میں کچھ دبدبہ نہ رہے۔ تفسیر ابن عباس میں لفظ حرج کی تفسیر میں لفظ اثم لکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ مگر لفظ حرج سے اس مقام پر سہولیت اور آسانی مراد لینا ٹھیک نہیں ہے لفظ فرض اور فریضہ کے معنی ہیں مقرر کرنے کے۔ فقہا نے جو الفاظ۔ فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب۔ واسطے تفریق و تقسیم احکام شرعی کے بطور اصطلاح اختیار کیئے ہیں اون معنوں میں فرض کا لفظ قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا ہے۔ پس جن لوگوں نے فرضنا اور فریضہ کے لفظ سے وہ معنی سمجھے ہیں جو فقہا نے اپنی اصطلاح میں قرار دیئے ہیں تو اُن سمجھنے والوں نے اُن کے معنے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ اور ہر گاہ مہر کا تقرر ابراہیمی شریعت کا باقی ماندہ حکم تھا جیسے حج اور غسل جنابت وغیرہ تو خدا کا یہ کہنا کہ قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم بالکل ٹھیک اور صحیح تھا۔

سورۂ احزاب میں ایک اور آیت ہے جس میں خدا نے اپنے رسول کو کہا ہے کہ اپنی ازواج میں سے جسکو چاہے علیحدہ رکھے اور جسکو چاہے اپنے پاس رکھے اور جسکو علیحدہ

خود سورۂ احزاب میں ہے سنہ ہجری میں نکاح ہوا۔ اور اُسکے بعد بھی سنہ ہجری تک نکاح ہوتا رہا۔ پس کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نزول آیت سورۂ نساء کے جس میں چار ازواج کرنے کا حکم ہے اور عورتوں سے نکاح کیا۔

مگر اس دلیل میں یہ غلطی ہے کہ معترض نے یہ سمجھا ہے کہ ازواج کے مہر کا تقرر اُسی وقت ہوا تھا جبکہ تحدید ازواج کا حکم سورۂ نساء میں نازل ہوا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے عرب جاہلیت میں بہت سی باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی باقی تہیں اور عرب جاہلیت میں بھی زوجہ کے لیئے مہر مقرر کرنا یا اسکو دیدینے کا عام رواج تہا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ کے ساتھ (۲۸) برس قبل ہجرت کے ہوا تہا۔ یعنی اُسوقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث بھی نہیں ہوئے تہے۔ اُسوقت بھی مہر مقرر ہوا۔ اور سونے کے ساڑہے سات اوقیہ کے برابر مہر دیا گیا۔ نبوت کے بہت زمانہ بعد تحدید ازواج کا حکم نازل ہوا ہے۔

پس سورۂ نساء اور سورۂ احزاب کی آیتوں میں مہر کے ذکر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جب تحدید ازواج کا حکم نازل ہوا ہے اُسی کے ساتھ مہر کے مقرر کرنیکا بھی حکم ہوا تہا۔

بلکہ نہایت قرین قیاس ہے کہ آیت سورۂ نساء دربارۂ تحدید ازواج مسلمانان اور نسبت آنحضرتؐ کے اور آیت سورۂ احزاب لا یحل لک النساء قریب قریب زمانہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ایک میں مسلمانوں کے لئے ازواج کی تحدید ہے اور دوسری میں پیغمبر کی نسبت آیندہ کسی عورت سے نکاح کرنے کا امتناع ہے۔

ہم نے کہا ہے کہ نہایت قرین قیاس ہے کہ وہ دونوں آیتیں قریب قریب نازل ہوئی ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ زمانہ نزول آیت کا تحقیق ہونا نہایت مشکل امر ہے قرینہ اور قیاس سے

اب ہم ازواج مطہرات کا مختصر تاریخی حال بیان کرتے ہیں اور جو نکتہ چینی ہر ایک کی نسبت کی گئی ہے اسکی تحقیق کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ کے باپ کا نام خویلد ہے اور وہ قوم قریش میں سے تھین۔ اُنکی ماں کا نام فاطمہ بنت زاہدہ ہے۔ نوفل اُن کا چچا تھا اور نوفل کا بیٹا ورقہ اُن کا چچازاد بھائی تھا۔ اور حضرت خدیجہ ۶۸ قبل ہجری میں پیدا ہوئیں۔

پہلے حضرت خدیجہ کا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ سے ہوا تھا اور اُس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام ہند اور دوسرے کا نام ہالہ تھا۔ جب ابو ہالہ مر گیا تو حضرت خدیجہ نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جو قریش کے قبیلہ بنی مخزوم سے تھا۔ اور اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام ہند تھا۔ حضرت خدیجہ کا باپ خویلد بہت امیر تھا اور اُنکے ہاں تجارت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت خدیجہ کا مال تجارت لیکر بصرہ میں گئے اور اُس مال کو بہت نفع سے فروخت کیا۔ اور واپس آکر اُس سے بہت زیادہ نفع اُنکو دیا جو اور لوگ دیتے تھے۔

جبکہ عتیق بن عائذ دوسرا شوہر بھی مر گیا تو حضرت خدیجہ نے آنحضرت سے ۲۸ قبل ہجری میں نکاح کیا۔ یہ بات سچ ہے کہ آنحضرت کچھ دولتمند نہیں تھے مگر ایک نہایت اعلیٰ خاندان قریش سے تھے اور آنکی امانت اور دیانت اور سچائی عام طور سے لوگوں میں مشہور تھی۔ اور اُنکا لقب امین عرب ہو گیا تھا۔ اس سبب سے حضرت خدیجہ کو آنحضرت سے نکاح کرنے کا خیال ہوا۔ نکاح کے وقت آنحضرت کی عمر پچیس ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجہ کی

رکھا ہے اگر اوسکو اپنے پاس بلانا چاہے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔

ترجی من تشاء منھن وتؤوی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک

اس آیت سے اکثر مفسرین نے سمجھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے پہلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باری باری سے اپنی ازواج پاس رہنا واجب تھا۔ اور اس آیت سے باری باری سے اپنی ازواج پاس رہنا واجب نہیں رہا۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب متعدد ازواج ہوں تو بلاشبہ شوہر کو لازم ہے کہ باری باری سے اُن کے پاس رہے مگر ہمکو قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں ملی جس سے بالتصریح باری باری سے رہنا واجب قرار دیا ہو۔ سورۂ نساء کی آیتیں جو یہ الفاظ ہیں کہ فان خفتم ان لا تعدلوا الفظ لا تعدلوا سے ازواج میں عدل کرنا واجب ٹھہرایا ہے۔ اور باری باری سے ازواج کے پاس رہنا بھی عدل میں داخل کیا ہے۔ مگر یہ صرف ایک ایسا حکم ہے کہ آیت کے الفاظ سے استنباط کیا ہے مگر نص نہیں ہے۔

تعداد ازواج میں ازواج کی حالت بہ لحاظ طبیعت انسانی یکساں نہیں رہتی۔ انسان کو بیماریاں غیر متوقعہ لاحق ہوتی ہیں۔ جنسے عورتیں بھی مستثنے نہیں ہیں۔ علاوہ اسکے خود عورتوں کی طبعی حالت یکساں نہیں رہتی۔ پس ایسی حالت میں باری کا التزام نہیں ہو سکتا اسی واسطے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دی ہے کہ ازواج میں سے جسکو چاہو علیحدہ رکھو اور جسکو چاہو اپنے ساتھ۔ اور جسکو علیحدہ رکھا ہے اُسکو پھر اپنے پاس بلا لو۔ پس یہ کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُسکے سبب سے کوئی نکتہ چینی کیجاوے۔ کیونکہ یہ حکم طبیعت انسانی کے موافق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تمام انسانوں سے یکساں متعلق ہو سکتا ہے۔

سودہ اور اُن کا شوہر سکران بن عمرو دونوں مسلمان ہوگئے تھے اور جبکہ دوسری دفعہ مسلمان ہجرت کرکے حبش کو چلے گئے تھے حضرت سودہ بھی معہ اپنے شوہر کے مکہ سے حبش کو ہجرت کر گئی تھیں۔ جب وہ حبش سے واپس آئیں تو مکہ میں اُنکے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ پھر ۳ سنہ قبل ہجری میں جبکہ حضرت خدیجہ انتقال کر چکی تھیں۔ حضرت سودہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اُسوقت آنحضرت کی عمر (۵۰) سال کی تھی۔ مگر حضرت سودہ کی عمر اُسوقت کیا تھی کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوتی۔ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُنکی وفات ۲۳ سنہ ہجری میں ہوئی۔

یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ سے کسی خواہش نفسانی کے سبب سے نکاح کیا ہو جیسا کہ معترضین کہتے ہیں بلکہ حضرت سودہ قدیم الایمان تھیں اور کفار مکہ سے تکلیفیں اُٹھائی تھیں اور حبشہ کی ہجرت پر مجبور ہوئی تھیں آخرالامر جب واپس آئیں تو اُنکے شوہر نے انتقال کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُنکو اپنی زوجیت میں لانا مقتضائے انسانیت اور تفقدِ اُنکے حال پر تھا نہ مقتضائے خواہش نفسانی۔

سودہؓ بہت بڑھیا اور از کار رفتہ ہوگئی تھیں اُنکو خوف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو طلاق ندیدیں اسلیئے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ مجکو اپنی زوجیت میں رہنے دیں جو حقوق میری زوجیت کے ہیں وہ میں حضرت عایشہؓ کو دیدیتی ہوں۔

سورۂ نساء میں جو یہ آیت ہے۔ وان امرأۃ خافت من بعلھا نشوزًا او اعراضًا فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحًا والصلح خیر۔ یعنی اگر کسی عورت کو

چالیس سال کی تھی۔

بعد نکاح کے اُنسے چار لڑکیاں زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ اور فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں۔ اور لڑکوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مگر اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کل لڑکوں نے صغر سنی میں وفات پائی اور حضرت خدیجہ نے سنہ ۳ قبل ہجری میں جبکہ انپر (۶۵) سال کی عمر تھی مکہ میں انتقال کیا۔

اس بات میں سب کو اتفاق ہے کہ جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دوسری عورت سے حضرت خدیجہ کی زندگی میں نکاح نہ کرنیکا کوئی سبب ہو مگر یہ بات کہ اسوقت تک موافق رسم عیسائی مذہب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوسرا نکاح نہیں کر سکتے تھے محض غلط ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ورقہ بن نوفل شام میں جا کر بذات خود عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر یہ بات کہ خویلد حضرت خدیجہ کا باپ اور حضرت خدیجہ اور اُنکے خاندان کے اور لوگ بھی عیسائی ہوگئے تھے کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔ معتبر انجیلوں سے جو اسوقت موجود ہیں تعداد ازواج کا امتناع کسی طرح پر پایا نہیں جاتا۔ پس یہ کہنا کہ مذہب عیسوی کے سبب سے آنحضرت دوسری شادی نہیں کر سکتے تھے محض غلط ہے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ کے باپ کا نام زمعہ اور ماں کا نام شموس بنت قیس تھا۔ آنکا پہلا نکاح سکران بن عمرو سے ہوا تھا اور اُس سے ایک لڑکا عبدالرحمن پیدا ہوا حضرت

معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ولادت ۱۸ سنہ قبل ہجری میں ہوئی تھی۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ کو طلاق رجعی دیدی تھی مگر ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طلاق دینا ثابت نہیں ہے۔ اسکا ذکر سوائے ابن ماجہ کے غالباً اور کسی حدیث کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ قطع نظر اسکے کہ ابن ماجہ کی جو حدیث ہے اُس میں سلمہ بن کُہیل ایک شیعہ مذہب کا راوی ہے جس کی روایت حضرت عمر کی بیٹی کی نسبت اعتماد کے لایق نہیں ہے، ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس روایت میں حضرت حفصہ کا طلاق دینا بیان ہوا ہے اُس میں راوی کو غلطی ہوئی ہے اسلیئے کہ عبد اللہ ابن عمرؓ نے اپنی جورو کو طلاق دی تھی اور حضرت عمرؓ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس مسئلہ کی نسبت پوچھا تھا۔ اس سبب سے راوی کو شبہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ کو طلاق دیدی ہے۔ غرض کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حفصہ کو طلاق دینا ثابت نہیں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت حفصہ نے کوئی بھید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھولدیا تھا اُس کی نسبت جو کچھ ہمکو کہنا ہے وہ ماریہ قبطیہ کے حال میں بیان کرینگے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ کا اصلی نام رملہ تھا۔ انکے باپ کا نام ابو سفیان اور ماں کا نام صفیہ تھا۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے وہ خاندان بنی امیہ سے تھیں۔ انکا پہلا شوہر عبید اللہ بن جحش تھا جو پہلے مسلمان ہوگیا تھا اور جب ملک حبش کو

٭ ماریہ قبطیہ کا حال لکھنے نہیں پائے۔ افسوس!!

اپنے شوہر سے علیحدگی اور بے پروائی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح بہتر ہے۔

اِس آیت کو بعض راوی کہتے ہیں کہ حضرت سودہ کی شان میں اُتری ہے جبکہ اُن کو خوف ہوا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو طلاق دیدینگے اور بعض راوی کہتے ہیں کہ یہ آیت کسی خاص واقعہ پر نازل نہیں ہوئی بلکہ بطور عام احکام کے نازل ہوئی ہے لیکن حضرت سودہ نے بموجب اسی آیت کے کہدیا تہا کہ میں اپنا حق زوجیت حضرت عایشہ کو دیدیتی ہوں۔ بہرحال یہ آیت خواہ حضرت سودہؓ کی شان میں اُتری ہو یا بطور حکم عام کے ہماری رائے میں کچھ زیادہ بحث کی لایق نہیں ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کی بیٹی تہیں اُن کی ماں کا نام زینب بنت مظعون تہا جنہوں نے بعد اسلام قبول کرنے کے ہجرت کی تہی۔ حضرت حفصہؓ کے پہلے شوہر کا نام خُنیس ابن حذافہ تہا جنہوں نے حضرت حفصہؓ کے ساتھ ہجرت کی تہی اور جنکا انتقال بعد غزوۂ بدر کے ہوا۔

خُنیس کے انتقال کے بعد اُنکا نکاح ۳ھ ہجری میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اُسوقت اُن کی عمر (۲۱) سال کی تہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر (۵۶) سال کی تہی۔ اُنکا انتقال ۴۵ھ ہجری بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا اور اُس وقت اُن کی عمر (۶۳) سال کی تہی۔ اس حساب سے

دزہ تہا اور دو لڑکے سلمہ اور عمر بہی اسی نکاح سے پیدا ہوئے تہے۔
ابو سلمہ جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تہے جب انہوں نے سنہ ۴ ہجری میں وفات پائی تو حضرت ام سلمہ کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہوا۔ اُسوقت اُنکی عمر (۲۶) سال کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر (۵۷) سال کی تہی۔ انہوں نے سنہ ۶۲ ہجری میں بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وفات پائی۔ اور اُنکی عمر (۸۴) سال کی ہوئی۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی ولادت سنہ ۲۲ قبل ہجری میں ہوئی تہی۔ حضرت ام سلمہ کی نسبت کوئی نکتہ چینی قابل توجہ نہیں ہے۔

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

حضرت زینب جو بسبب اپنی فیاضی کے ایام جاہلیت میں ام المساکین کے لقب سے مشہور تہیں قبیلہ بنو ہلال سے ہیں۔ اُنکے باپ کا نام خزیمہ بن حرث اور ماں کا نام ہند بنت عوف تہا۔ اُنکا پہلا شوہر عبید اللہ بن حجش تہا جسکے مرنے کے بعد اُنکا نکاح سنہ ۳ ہجری میں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہوا۔ اُس وقت اُن کی عمر (۲۹) سال کی تہی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر (۵۶) سال کی۔ مگر آنحضرت کے پاس صرف آٹھ مہینے رہکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی زندگی میں سنہ ۴ ہجری میں انتقال کر گئیں۔ اُنکی عمر اُسوقت (۳۰) سال کی تہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی ولادت سنہ ۲۶ قبل ہجری میں ہوئی تہی۔
بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت زینب ام المساکین نے اپنا نفس آنحضرت

دوسری بار لوگ ہجرت کرنے لگے تو وہ بھی اپنی بی بی ام حبیبہ کے ساتھ ملک حبش کو چلا گیا تھا وہاں جاکر عبیداللہ تو عیسائی ہوگیا مگر حضرت ام حبیبہ مذہب اسلام پر قایم رہیں۔ جب عبیداللہ مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو بطور ولی کے قرار دیکر کہلا بھیجا کہ آنکا نکاح ام حبیبہ سے کر دے چنانچہ ۶ھ ہجری میں بمقام حبش ام حبیبہ کا نکاح ہوا اور آنحضرت کی طرف سے نجاشی نے مہر ادا کیا۔ اسوقت ام حبیبہ کی عمر (۳۷) سال کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر (۶۰) سال کی تھی۔ بعد نکاح کے حضرت ام حبیبہ ملک حبش سے آئیں اور آنحضرت کے پاس رہیں بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکی وفات ۴۴ھ ہجری میں ہوئی جبکہ انکی عمر (۷۴) سال کی ہوچکی تھی۔ ان کی نسبت کوئی نکتہ چینی قابل التفات نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ جنکا اصلی نام ہند تھا انکی ماں کا نام عاتکہ ہے جو قبیلہ بنو کنانہ میں سے تھیں مگر یہ عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی اور آنحضرت کی پھوپھی نہیں تھیں بلکہ اُنکے باپ کا نام عامر تھا۔ حضرت ام سلمہ کے باپ ابو امیہ تھے جنکا نام حذیفہ تھا اور عرب کے مشہور فیاض اور شہسوار لوگوں میں خیال کیئے جاتے تھے۔

حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی تھے۔ وہ اور اُنکے شوہر دونوں مسلمان ہوکر ملک حبش کو ہجرت کر گئے تھے۔ وہاں اُنسے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام زینب تھا۔ اسکے بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام

بازار میں بیچنے کو لائے۔ اُسوقت زید کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لیے جو سب سے پہلی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجہ تھیں چار سو درہم پر خرید لیا۔ حضرت خدیجہ نے زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیدیا اور آنحضرت صلعم نے اُنکو آزاد کر دیا۔

اتفاقاً زید کے باپ اور چچا مکہ میں آئے اور زید کو دیکھکر پہچان لیا۔ اور یہ بات چاہی کہ زید کا فدیہ دیکر انکو اپنے ساتھ لیجاویں۔ مگر زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عرب کی رسم کے موافق زید کو اپنا متبنے یعنے مونھ بولا بیٹا کر لیا۔

بعد اسکے آنحضرت نے زید کا نکاح ام ایمن سے کر دیا جنکی گود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا بچپن بسر کیا تھا۔ اور اُنسے اُسامہ پیدا ہوئے۔ ام ایمن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بڑے اصرار سے زید کا نکاح زینب بنت جحش سے کر دیا۔

زینبؓ ایک عالی خاندان عورت تھیں اُنکو یہ پسند نہیں تھا کہ ایک شخص جو درحقیقت غلام ہے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسکو آزاد کر کے متبنیٰ کر لیا ہے اُس سے نکاح کریں۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کرنے پر اصرار کیا اور اُسپر ایک آیت بھی نازل ہوئی کہ کسی مسلمان مرد اور عورت کو یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُسکے رسول نے کوئی بات مقرر کر دی ہو تو پھر اُس امر میں اُنکو اختیار رہے اور جس نے خدا اور اُسکے رسول کی نافرمانی کی ایک بڑی گمراہی میں مبتلا ہوا۔

چنانچہ وہ آیت یہ ہے۔ وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان

نے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا مگر وہ روایتیں کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ جن ازواج مطہرات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا اور اُنکا مہر ادا کیا گیا۔ اُن میں یہ بھی داخل ہیں اور اس امر پر محدثین کا اتفاق ہے

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

• زینب جحش کی بیٹی تھیں اور اُنکی ماں کا نام اُمیمہ تھا اور اُمیمہ عبدالمطلب کی بیٹی اور عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ اُنکی عمر پچاس برس کی ہوئی اور سنہ ۲۰ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ اس حساب سے اُنکی ولادت سنہ ۳۰ قبل ہجری میں ہوتی ہے۔

پہلی دفعہ اُنکا نکاح زید بن حارثہ سے سنہ ۳ ہجری کے اخیر یا سنہ ۴ ہجری کے شروع میں ہوا جب زید نے اُنکو طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ ۵ ہجری میں اُن سے نکاح کیا۔ اُسوقت اُنکی عمر (۳۵) سال کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر (۵۸) برس کی تھی۔ چھ برس یعنی وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آپکی زوجیت میں رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد انتقال کیا۔

پہلے شوہر زید اُنکے باپکا نام حارثہ اور اُنکے دادا کا نام شراحیل اور اُنکی ماں کا نام سعدیٰ بنت ثعلبہ تھا جو بنی معن قبیلہ بنی طے سے تھیں۔ ایام جاہلیت میں سعدیٰ اُن کی ماں اُنکو لیکر کہیں جاتی تھیں بنو قین نے رستہ میں اُن پر حملہ کیا اور زید کو پکڑ کر عکاظ کی

وسلم نے صرف دینداری کے طور پر بیان کیا تھا۔ مگر اُنکے دل میں یہ بات تھی کہ کسی طرح زید طلاق دیدے تو آپ اُس سے نکاح کرلیں۔ مگر ہمکو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ کس طرح اُن لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل میں یہ تھا کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے۔ مگر ظاہرداری سے کہا کہ امسك عليك زوجك پس یہ ایک جھوٹا اتہام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر لگایا گیا ہے۔

اس آیت میں جو یہ لفظ ہیں وتخفي في نفسك ما الله مبديه۔ اوسکی خدا نے کچھ تشریح نہیں کی کہ آنحضرت نے کیا اپنے دل میں چھپا رکھا تھا۔ اُسپر مفسرین اور اہل سیر میں سے کسی نے کسی امر کا چھپانا اور کسی نے کسی امر کا چھپانا بیان کیا۔ اور وہ متعدد اقوال ایک نے دوسرے سے روایت کئے اور وہی متعدد روایتیں کتب تفاسیر اور سیر میں مندرج ہوئیں جو محض ایک شخص کی رائے ہونے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ انہیں سے ایسی روایتیں بھی ہیں جن سے مخالفین اسلام نے سند پکڑی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نکتہ چینی کی ہے۔ مگر ایسی روایتوں سے جو محض بے اصل ہیں اور راویوں کی رائے ہونے کے سوا اور کچھ وقعت نہیں رکھتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نکتہ چینی نہیں ہوسکتی۔ ہاں بلاشبہ اُن راویوں سے قطع نظر کرکے قرآن مجید کے الفاظ اور سیاق پر غور کرنا چاہئیے اور جو امر کہ ازروئے عقل انسانی بلالحاظ معتقدات مذہبی قرار پاوے اسکو تسلیم کرنا چاہئیے اگر اُسوقت کوئی امر نکتہ چینی کے قابل ہو تو اُسپر نکتہ چینی کیجاوے۔ مگر اس امر کو کہ فلاں مفسر نے یہ کہا ہے اور فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بنیاد نکتہ چینی قرار دینا تو محض لغو اور ناواجب ہے

یکون لهم الخیرۃ من امرهم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً۔

تو اُسوقت زینب زید سے نکاح کرنے پر راضی ہوگئیں۔ پس یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصرار سے زینب نے زید سے نکاح کرنا قبول کیا تھا۔ اگر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زینب سے نکاح کرنا منظور ہوتا تو اسقدر اصرار زید کے ساتھ نکاح کرنے میں کیوں فرماتے۔

بعد نکاح کے زینب اور زید میں موافقت نہیں ہوئی زینب اپنے شوہر کو نہایت حقیر سمجھتی تھیں اور اُس سے بدزبانی کرتی تھیں اور جو کچھ وہ کہتا تھا اُسکو نہیں مانتی تھیں۔ اور ایسا ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی۔ کیونکہ جو حالت زید کی تھی اور جو حالت زینب کی تھی وہ اس بات کی مقتضی تھی کہ زینب ضرور اپنے شوہر کو حقیر اور بیوقعت سمجھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زید زینب کی باتوں سے تنگ ہوگیا اور طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے زید کو سمجھایا اور طلاق دینے سے منع کیا۔ چنانچہ اُسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسك علیك زوجك واتق اللہ وتخفی فی نفسك ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ یعنی خدا نے پیغمبر کو یاد دلایا کہ جب تو زید سے جسپر خدا نے احسان کیا اور جسپر تو نے احسان کیا کہتا تھا کہ اپنی جورو کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور چھپاتا تھا اپنے دلیں اُس بات کو جس کو خدا ظاہر کرنیوالا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور خدا بہت لایق ہے کہ اُس سے ڈرے۔

مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ اس آیت میں امسك کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

کہ جو مراد تخفي في نفسك سے اوپر بیان ہوئی ہے وہ کسی طرح پر بھی صحیح ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ زینب بیٹی تہیں جحش کی اور انکی ماں کا نام امیمہ تھا اور امیمہ بیٹی تھیں عبد المطلب کی اور بہن تھیں عبد اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد کی۔ پس زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پہوپھی کی بیٹی تھیں۔ آنحضرت صلعم ابتدائی عمر سے زینب سے بخوبی واقف تھے اور ہزاروں دفعہ اُسے دیکھہ چکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی زینب کا زید سے نکاح کرنے کا باعث ہوئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دفعتہً انکو دیکھنا اور اُنپر فریفتہ ہو جانا کیسی لغو اور مہمل بات ہے۔ کوئی ذیعقل تو اسکو قبول کر نہیں سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مذکورۂ بالا بیان کیسا لغو اور نا واجب ہے اور گو کہ کسی تفسیر اور سیر کی کتاب میں لکھا ہو ہرگز قابل قبول نہیں ہے اور یہ روایت کہ آنحضرت زینب کو ننگا دیکھکر فریفتہ ہو گئے تھے محض جھوٹی اور غلط ہے اور کسی حدیث کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔

اِن تمام واقعات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زید نے آنحضرتؐ سے زینب کے طلاق دینے کا ذکر کیا اور باوصف سمجھانے کے زید نے نہ مانا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ضرور اسبات کی فکر ہوئی کہ زید کے طلاق دینے کے بعد زینب کا کیا حال ہوگا اور اسوجہ سے ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ خیال ہوا کہ اگر زید طلاق دیدے تو بجز اسکے اور کچھ علاج نہیں کہ آپ خود اُس سے نکاح کر لیں۔ کیونکہ اول تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زینب کا زید سے جو غلام تھا نکاح کرنے کا باعث ہوئے تھے۔ اور زید کے طلاق دینے کے بعد کوئی شخص زینب کو اسوجہ سے کہ وہ ایک غلام کی جورو تھیں اُس عزت اور وقار سے نہیں رکھ سکتا تھا جس عزت اور وقار سے

اس اخفا کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو خبر کر دی تھی کہ زید زینب کو طلاق دیگا اور زینب تیری زوجیت میں آئیگی۔ مگر جب زید نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو طلاق دینے سے منع کیا حالانکہ اُنکو خدا نے اطلاع کر دی تھی کہ زید زینب کو طلاق دیگا اور وہ تیری زوجیت میں آئیگی۔ پس اسی بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل میں چھپایا اور اسی کی نسبت و تخفي في نفسك میں اشارہ ہے۔

اسی امر کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ اور اسپر بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر ان مفسرونکا اسبات کو تسلیم کرنا کہ خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے مطلع کر دیا تھا کہ زید زینب کو طلاق دیگا اور زینب تیری زوجیت میں آویگی اور تخفي في نفسك سے اسی کا اخفا مراد لینا محض بے اصل ہے اور قرآن مجید یا قرینۂ مقام سے یہ امر نہیں نکلتا اور نہ کبھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ اس باب میں مجکو وحی ہوئی ہے پس یہ ایک غلطی اُس شخص کی ہے جس نے اول اپنی رائے سے تخفی کا یہ مطلب قرار دیا ہے اور کتب تفاسیر اور سیر میں بطور روایت کے مندرج ہوا ہے

بعض لوگوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتفاقاً زینب کو سرننگی یا نہاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اُسپر فریفتہ ہو گئے تھے اور تخفي في نفسك سے اُسی فریفتگی کے چھپانے کی طرف اشارہ ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ چند تحقیقی امر اور واقعی حالات بیان کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو

روایت کیا اور بطور ایک روایت کے کتب تفاسیر و سیر میں مندرج ہوئیں اور مخالفین مذہب اسلام نے اُنکو بنیاد نکتہ چینی قرار دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نکتہ چینی شروع کی مگر جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ایسی مہمل روایتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نکتہ چینی کی بنیاد نہیں ہو سکتیں۔

تمام روایتوں میں مندرج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس نکاح کا ولیمہ نہایت عمدہ طور سے دیا تھا اور یہ دلیل اس بات کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حسب دستور بعد طلاق زید کے زینب سے نکاح کیا تھا۔ پس جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بغیر نکاح کئے زینب سے مقاربت کی تھی وہ سراسر غلط فہمی پر ہیں۔ اور غالباً یہ خیال اُنکے دلمیں لفظ زوّجنکھا سے پیدا ہوا ہے جس سے آسمانوں پر نکاح ہو جانیکا خیال سمجھا گیا تھا۔ مگر یہ دونوں خیال محض غلط ہیں اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے ہزاروں جگہ قرآن مجید میں بندوں کے افعال کو بسبب علتہ العلل ہونیکے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اُس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ فعل بندوں نے نہیں کئے۔

کسی کو متبنیٰ کر لینے یعنی سونہ بولا بیٹا بنا لینے سے درحقیقت وہ صُلبی بیٹا نہیں ہو جاتا اور نہ متبنیٰ کرنیوالا حقیقی باپ ہو جاتا ہے پس جو حکم کہ صلبی بیٹے کی زوجہ سے متعلق ہے وہ اُسکی زوجہ سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ یہ رسم جو خلاف واقعی حالت کے عرب جاہلیت میں جاری تھی اُسکا معدوم کرنا نہایت مناسب اور ضرور تھا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے ،، لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطراً ۔ اور اس امر کے صاف طور پر ظاہر ہو جانیکے لیئے خدا نے فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمدؐ تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں ہیں مگر وہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار ہی کرنا چاہتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کا ڈر تھا کہ عرب میں متبنیٰ کی جورو سے نکاح کرنا معیوب تھا پس اسی طرف خدا نے اشارہ کیا ہے تخفي في نفسك ما الله مبديه۔ یعنی جس بات کو تو دل میں چھپاتا تھا خدا اُسکو ظاہر کرنے والا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ تخشى الناس والله احق ان تخشاه۔ یعنی تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ خدا ہی سے ڈرنا چاہیئے تھا۔

بعد اسکے زید نے زینب کو طلاق دی اور عدّت کے دن گذر گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب سے نکاح کیا جسکا ذکر اس آیت میں ہے فلما قضى زيدٌ منها وطراً زوّجنكها لكي لا يكون على المؤمنين حرجٌ في ازواج ادعيائهم اذا قضوا منهن وطراً وكان امر الله مفعولاً۔ یعنے جب زید نے اُس سے اپنی حاجت پوری کر لی یعنی اُسکو طلاق دیدی اور عدّت بھی پوری ہو گئی تو ہم نے اُسکو تیری زوجیت میں دیا تاکہ مسلمانوں کو اپنے لے پالک بیٹوں کی جورُوؤں کے ساتھ نکاح کرنے میں کچھ تردد نہو، جبکہ وہ بی بیاں عدّت کے دن پورے کر لیں۔ اور خدا کا حکم تو شدنی ہے۔

عدّت کے دن گذرنے کے بعد نکاح کرنا آیت مذکورہ کے الفاظ، قضى زيدٌ منها وطراً،، سے ثابت ہوتا ہے۔ اس آیت میں جو لفظ زوّجنكها ہے اُسپر لوگوں نے قیاس دوڑایا کہ نکاح کی نسبت جو خدا نے اپنی ساتھ کی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ خود خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زینب کے ساتھ نکاح کر دیا اور جبکہ خدا آسمانوں پر رہتا ہے تو وہ نکاح آسمانوں ہی پر خدا نے کیا ہوگا۔ اور خدا اور جبرئیل اُسکے گواہ ہوئے ہوں گے اس قیاس پر اور بہت سی غلط اور جھوٹی باتیں زیادہ ہوتی گئیں اور اُنکو ایک نے دوسرے سے

نام کتاب مع مختصر کیفیت۔	نام مصنف	قیمت
روق - یہ ضخیم اور نادر کتاب حضرت عمرؓ فاروق کے حالات میں لکھی گئی ہے۔	شمس العلماء مولانا محمد شبلی نعمانی	سے
مون - مامون رشید کی زندگی کے حالات اور واقعات اور طرز سلطنت بیان کی گئی ہیں	〃 〃	عہ؍
زالی - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری۔	〃 〃	عہ ۵؍
خانہ اسکندریہ - اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ اسکندریہ کا کتبخانہ مسلمانوں نے نہیں جلایا	〃 〃	۵؍
نامہ روم و مصر و شام - اس سفرنامہ میں مولانا شبلی نے اپنے سفر روم و مصر و شام کے دلچسپ واقعات بیان کئے ہیں اور اُن ممالک کے مسلمانوں کی تمدنی حالت کا فوٹو کھینچا ہے۔	〃 〃	عہ ۵؍
دیوان حالی - اس بینظیر دیوان میں مولانا حالی کی طرز جدید کی ہر قسم کی نظمیں ہیں اور اسکی ابتدا میں ایک سو صفحے کا مقدمہ ہے جس میں مولانا نے نفس شاعری پر فلسفیانہ بحث کی ہے اور اپنی فلسفی کسوٹی پر متقدمین و متاخرین شعراء اُردو کو کسا ہے یہ مقدمہ اُردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی تصنیف ہے اور اُردو تصنیفات کے خزانہ میں ایک گرانبہا اضافہ ہے۔ قسم اول لوح مینا کار قسم دوم کاغذ ولایتی قسم سوم کاغذ معمولی	خواجہ الطاف حسین حالی	سے ۶؍ عہ
یادگار غالب - مرزا غالب مرحوم کی زندگی کے واقعات اور اونکی اُردو اور فارسی نظم و نثر پر ریویو۔	〃 〃	۶؍
حیات سعدی - شیخ سعدی شیرازی کی زندگی کے حالات اور اونکے کلام پر ریویو نئی طرز کی نہایت عمدہ کتاب۔	〃 〃	عہ؍
مسدس حالی مع ضمیمہ - اس میں مسلمانوں کی گذشتہ ترقیوں اور موجودہ تنزل کو بیان کیا گیا ہے۔	〃 〃	۸؍
مجموعۂ نظم حالی - اس مجموعہ میں چودہ بینظیر نظمیں ہیں جو مختلف اوقات میں لکھی گئی ہیں۔	〃 〃	۸؍
شکوۂ ہند (ترکیب بند) نہایت دردانگیز پیرایہ میں ہندوستان کو مخاطب کر کے اپنی قوم کی حالت بیان کی ہے	〃 〃	۲؍
ایک بیوہ کی مناجات - ایک بیوہ خدا کے سامنے اپنی دردناک حالت بیان کرتی ہے۔	〃 〃	۲؍
نظم حالی - موازنۂ حالت فقر و غنا جو کانفرنس کے اجلاس ششم میں پڑھی گئی۔	〃 〃	۱؍
حیات جاوید - سوانح عمری سرسید مرحوم - اس کتاب کی دو جلدیں ہیں - پہلی جلد میں سرسید کی ولادت سے وفات تک کے واقعات ہیں اور دوسری جلد میں اونکی لائف اور اونکی تصنیفات پر ریویو کیا گیا ہے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں سرسید کا نسبنامہ اور اونکی تصنیفات کی فہرست ہے - اس کتاب کی تعریف میں صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ سرسید کی لائف اور مولانا حالی کی تصنیف ہے	〃 〃 قسم اول مجلد ولایتی جلد کاغذ عمدہ قسم دوم بلا جلد	۱۲؍ صہ؍
رویائے صادقہ - سب سے اخیر ناول جو مولانا کی قلم سے نکلا ہے اور اسمیں انہوں نے مذہب اسلام کے مسائل کو عقلی دلائل کے سانچے میں ڈھالا ہے۔	شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی۔	عہ؍

خدا کے رسول اور انبیا کے خاتم ہیں یعنی انکے بعد اور کوئی نبی نہیں ہونیکا۔

عرب جاہلیت میں یہ بہی دستور تہا کہ متبنیٰ کو اُسکا بیٹا کہکر پکارتے تہے جسنے اُسکو متبنیٰ کیا ہو اور اس سے شبہ پڑتا تہا کہ وہ اُسکا صلبی بیٹا ہے اس بات کو آنحضرتؐ نے منع کردیا کہ جو درحقیقت کسی کا صلبی بیٹا نہیں ہے اُسکو اُسکا بیٹا کہکر مت پکارو بلکہ اُسکا بیٹا کہکر پکارو جسکا وہ درحقیقت صلبی بیٹا ہے۔ اور جس آیت میں حکم ہے وہ یہ ہے وما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذالکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا اٰباء ھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم یعنی خدا نے تمہارے موتہ بولے بیٹونکو تمہارا صلبی بیٹا نہیں بنایا یہ تمہارا کہنا ہی کہنا ہے اور خدا سچی بات کہتا ہے اور وہ سیدہا رستہ بتاتا ہے۔ اُنکو اُنکے باپونکے نام سے پکارو۔ خدا کے نزدیک یہی بہت ٹیک ہے پہر اگر تم اُنکے باپونکو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بہائی اور تمہارے موالی ہیں۔

اگر یہ کہا جاسکے کہ موتہ بولا بیٹا کہنے سے وہ بمنزلہ صلبی بیٹے کے نہیں ہوجاتا اور اسلئے اُسکی زوجہ سے جب وہ اُسکو طلاق دیدے نکاح جائز ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے جو وہ بہی بمنزلہ موتہ بولی ماں کے ہیں کیوں نکاح حرام ہوا۔

مگر اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ بسبب اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو ماں کہا گیا ہے اُنسے نکاح جائز نہیں ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو محرمات میں داخل کردیا ہے اور جسکی وجہ اصلی ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔ اور بسبب اونکے محرمات میں داخل ہونیکے اُنپر امہات کا لفظ بولا گیا ہے نہ یہ کہ امہات کہنے سے وہ حرام ہوگئی ہیں۔ پس امہات کہنے سے اور اُنسے نکاح حرام ہونے سے کچہ تعلق نہیں ہے اسلئے کہ وہ محرمات میں تہیں اس سلئے امہات کا لفظ بولا گیا ہے۔

(مطبوعہ تجارتی پریس علیگڈہ)

نام کتاب مع مختصر کیفیت۔	نام مصنف
ابن الوقت۔ اسمین ظرافت آمیز طریقہ سے لباس اور طرز معاشرت پر بحث کی ہے۔	شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد
محصنات۔ اسمین ایک سے زیادہ بیویان کرنیکی خرابیان بیان کیگئی ہین۔	"
موعظۂ حسنہ۔ (نصیحت نرجام نامہ و پیام) ۱۶۰ خطوط کا مجموعہ۔	"
مرآۃ العروس۔ اس دلچسپ و مفید ناول مین عورتون کو خانہ داری کی تعلیم دی گئی ہے	"
بنات النعش۔ اس ناول مین لڑکیون کو علاوہ انتظام خانہ داری کے مفید علمی باتین نہایت آسان طریقے سے بتائی گئی ہین۔	"
توبۃ النصوح۔ اسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ خانہ داری مین عمدہ مذہبی تعلیم کا کیا اثر ہوتا ہے۔	"
ایامیٰ۔ اسمین بیوہ عورتون کے نکاح ثانی کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔	"
منتخب الحکایات۔ (۷۷) حکایتین بامحاورہ اُردو زبان مین مع اخلاقی نتیجون کے لکھی گئی ہین۔	"
چند پند۔ مسلمان بچون کے لیے چند مفید اخلاقی و مذہبی مضامین۔	"
مجموعہ لکچر جلد اول۔ از نمبر ۱ تا نمبر ۲۲۔ لغایۃ ۱۸۹۴ء مجلد۔	"
مجموعہ لکچر جلد دوم۔ از جون ۱۸۹۵ء لغایۃ ۱۸۹۸ء۔ بلا جلد	"
تاریخ ہندوستان۔ مسلمانون کے عہد کی تاریخ جسکے ۵۲۱۱ صفحے ہین دس جلدون مین	شمس العلما مولوی ذکاء اللہ۔
دربار اکبری۔ اکبر کی عہد حکومت کے دلچسپ واقعات اور اونکے ارکان سلطنت کی حالات	شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد
آب حیات۔ اسمین اُردو زبان کے شاعرون کے نہایت مفصل اور دلچسپ حالات بیان کیے گئے ہین۔	"
دعوت اسلام۔ اردو ترجمہ پریچنگ آف اسلام مصنفہ ٹی ڈبلو۔ آرنلڈ۔ بی اے۔ اس مین مصنف نے دکھایا ہے کہ اسلام دنیا کے مختلف حصص مین دعاۃ کی ذریعہ سے کسطرح پھیلا۔	مترجمہ منشی عنایت اللہ صاحب بی اے
البرامکہ۔ خلیفہ ہارون الرشید کے نامور وزرا۔ یحییٰ۔ فضل۔ اور جعفر برمکی کی سوانح عمری۔	مؤلفہ مولوی عبدالرزاق صاحب
شرح قانون شہادت۔ اُردو زبان مین اس سے بہتر شرح قانون شہادت آجتک نہین لکھی گئی۔	سید محمود اسکوائر بیرسٹرایٹ لا